قیامِ امن کے لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ

محترم محمد امجد تھانوی ریسرچ اسکالر کلیہ معارف اسلامیہ کراچی یونیورسٹی کراچی

آج سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کا واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے بعد حجر اسود کو اپنی جگہ نصب کرنے کے سلسلے میں ہر قبیلہ اپنا حق مقدم سمجھتا ہے نزاعی صورتحال ہے جس کے نتائج سخت خوفناک معلوم ہوتے ہیں لیکن کچھ لوگ سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہوئے سب کو اس بات پر آمادہ کر دیتے ہیں کہ جو شخص علی الصبح سب سے پہلے خانہ کعبہ کی چار دیواری میں داخل ہو وہ اس نزاعی مسئلے کا جو بھی حل پیش کرے سب [illegible] ہوگا۔

آنے والی صبح اہل مکہ نے [illegible] ہے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کعبہ کی چہار دیواری میں داخل ہونے والے پہلے شخص ہوتے ہیں [illegible] بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ

هذا لامين، رضينا، هذا محمد صلى الله عليه وسلم

یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ توجہ فرمائیے کہ قیام امن کے لئے رحمۃ للعالمین کا عملی نمونہ کیا ہے؟ آپ چاہتے تو حجر اسود اٹھا کر اسے اس کی جگہ نصب فرما دیتے اور کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر بات قیام امن کی تھی۔ آپ نے چادر زمین پر بچھائی اس میں حجر اسود رکھا اور تمام قبیلوں کو چادر پکڑنے کو فرمایا اور دست مبارک سے حجر اسود کو اس کی جگہ نصب فرما دیا اور یوں بعثت سے قبل ہی اپنے عمل سے اہل عرب کو ایک بہت بڑی خانہ جنگی سے نجات دلاتے ہوئے ان کے مابین امن و اخوت کی فضا قائم فرماتے ہوئے انہیں نئی زندگی بخش دی۔ اور ایک ایسے معاشرہ کی اصلاح فرما دی جو چند لمحوں میں ختم نہ ہونے والے سلسلہ فساد کی جانب گامزن ہوا چاہتا تھا۔ اس لئے بعثت کے بعد اہل ایمان کو یہ باور کرا دیا گیا کہ رحمۃ للعالمین کی آواز پر لبیک کہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (پ۹، آیت ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں تو تمہیں زندگی بخشے گی۔ امام رازی (۳)، علامہ آلوسی (۴) اور دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں سعید بن معلی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ جب دوران نماز ان حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور ان کے جواب نہ دینے پر بعد ازاں فرمایا:

کیا تم قرآن پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (* ۵) گویا اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہر شئے پر مقدم قرار دیا قرآن کریم میں دو مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی تعلیم دی گئی ہے (* ٦)- اور چھ مقامات ایسے ہیں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی طرح کی بھی گستاخی کو کفر قرار دیا گیا ہے (* ۷)- اور یہ اس لئے کہ ان کی دعوت کو معمولی بات نہ سمجھا جائے بلکہ یہ یقین کامل ہو کہ اس دعوت پر لبیک کہنے سے حیات نو ملتی ہے اور معاشرہ اصلاح کی جانب گامزن ہوتا ہے۔ جب کہ آپ کی شان میں گستاخانہ رویہ اختیار کرنا بربادی ہی بربادی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حیات ارضی میں جہاں بنی آدم میں زمانہ قبل سے ہی امن کے لئے قربانی جسم وجان کی ریت پڑی وہاں پیغمبران امن علیہم السلام (انبیاء کرام علیہم السلام) کی دعوت رشد وہدایت نے اس سسکتی ہوئی انسانیت کی آہ وبکا کو قرار وسکون میں تبدیل کر کے اسے اسفل سافلین (* ۸) سے نجات دلا کر "احسن تقویم" (* ۹) کے حقیقی معیار پر لاکھڑا کیا۔

انسانی معاشرے پر رحمان کا یہ سلسلہ رحم صدیوں سے انبیائے مرسلین کے ذریعہ جاری رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ طوفانی اذہان اپنی طاغونیت سے ان بندگان خدا کو ایزا رسانی میں مبتلا کرتے ہوئے بحر و بر میں فساد کا سبب بنے رہے جس سے خالق کائنات کی قہاریت بھی اپنا کام دکھاتی رہی......

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۝

(پ۲۱، آیت ۴۱) (* ۱۰)

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کی وجہ سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ خدا ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے عجب نہیں کہ وہ باز آئیں۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو غلط کاموں سے پھیرنے کے لئے اور مجرموں کو ان کے اعمال کی پاداش میں سزاوار ٹھہرانے کے لئے مکافات عمل کا سلسلہ جاری رہا اور رب العالمین نے حیات انسانی کو جاہلیت کی تاریکیوں سے نکالا اور انہیں شعور عطا فرما کر اپنے حبیب خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے امن واخوت کی نوید سنائی۔

وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (پ۱۷، آیت ۱۰۷) (* ۱۲)

صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت (بنا کر) بھیجا۔

کی دعوت اور اس کا رد عمل:

علیہ وسلم نے اپنی اجتماعی جدوجہد کا آغاز کوہ صفا کے اعلان سے فرمایا (* ۱۳)

... پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ان کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے تھی کہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار سن کر دوڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ نہیں فرمایا کہ تم لوگ برائیاں چھوڑ دو (*۱۴) بلکہ سب سے پہلے اپنی شخصیت کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا!

لوگوں! تمہاری میرے متعلق کیا رائے ہے۔ سب نے یک زبان جواب دیا ہم آپ کو امین اور صادق سمجھتے ہیں۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی ذات کے لئے مزید اقرار لینا ضروری سمجھا اور فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن کا لشکر چھپا ہے اور وہ آن کی آن میں تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم اس بات کو مان لو گے؟ قریش مکہ بے ساختہ بولے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس بات کو ضرور مان لیں گے جب شخصیت کی حیثیت واضح طور پر متعین ہو گئی تو پھر آپ نے ان کے سامنے اصلاح و معاشرہ کا عملی پروگرام رکھا (*۱۵) گویا ان کی اصلاح سے قبل یہ بات واضح کر دی کہ تم خود گواہ ہو کہ میں اصلاح۔ یافتہ ہوں۔ اس کے بعد کے واقعات پر ہم اگر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر موقع پر آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت فرما دیا کہ آپ انسانیت کو دعوت امن و اخوت دینے آئے ہیں تاکہ انسانی معاشرہ اصلاح پا سکے۔

(الف) مسلمانوں پر زیادتیاں ہوتے دیکھ کر آپ نے انہیں طاقت سے جواب دینے کے لئے نہیں فرمایا بلکہ قیام امن کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں (*۱۶)۔

(ب) قریش کے قطع تعلق کا جواب قطع تعلق سے نہیں دیا بلکہ امن وامان کی خاطر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شعب بنی ہاشم میں محصور ہو گئے (*۱۷)۔

(ج) سفر طائف میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا سبب بنے تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے امن و عافیت کی دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں بد دعا کروں۔ یہ اگر ایمان نہیں لاتے تو کوئی بات نہیں امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ پر ایمان لانے والی ہوں گی (*۱۸)

(د) جب قریش نے مدینہ منورہ ہجرت کے لئے مجبور کر دیا اور سفر ہجرت کے دوران سراقہ بن مالک جعشم انعام کے لالچ میں پیچھا کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد امن کا خواستگار ہوا تو اس داعی اخوت نے اس کو بھی پروانہ امن لکھ کر دیا (*۱۹)۔

(ر) مدینہ پہنچنے پر آپ نے میثاق مدینہ (*۲۰) اور رشتہ مواخات (*۲۱) کا سلسلہ قائم کرتے ہوئے امن و اخوت کی وہ بنیاد ڈال دی جو قیام امن کا ایسا سبب بنی کہ آج تک تاریخ اس کی مثال پیش

کرنے سے قاصر ہے۔

(ز) صلح حدیبیہ کے نکات پر غور کیجئے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کی خاطر اپنے نام کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھنے کی بھی اجازت دے دی (*۲۲)۔

(س) صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے سلاطین اور امراء عالم کی طرف جو تبلیغی خطوط روانہ کئے ان میں بھی بنیادی موضوع قیام امن تھا۔ خصوصاً کسریٰ پرویز بن ہرمز شاہ فارس کے نام خط میں بالکل واضح طور پر یہ عبارت موجود ہے۔ اسلم تسلم (*۲۳)۔ اسلام قبول کرلو امن میں رہو گے۔

(ش) اور پھر فتح مکہ کا وہ دن جو کسی بھی فاتح کی خوابوں کی تعبیر ہوتی ہے۔ دنیا نے پہلی جنگ عظیم کے بعد Warsaw Pact کی صورت میں فاتح اور مفتوح کا معاملہ دیکھا ہے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی لیکن کیا قیام امن کے اس عمل کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جو انسانی تاریخ میں اتنی عظیم فتح جو اکیس برس کی طویل اور جان لیوا کشمکش کے بعد حاصل ہوئی اور وہ بھی اس پر امن طریقہ پر کہ قتل و غارت سے اسلامی فوج کو بالکل منع کر دیا۔ اور یہ اس شہر کی بات ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم قدم پر کانٹے بچھائے گئے۔ گلے میں کپڑا ڈال کر ایذا رسانی کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے تیار کئے گئے اور آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر سے نکل جانے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ اسی شہر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کا ایک قطرہ بھی گرانا پسند نہ فرمایا........ بڑے بڑے جانی دشمن مفتوح ہو کر سامنے آئے تو رحمۃ اللعالمین نے فرمایا۔

"میں تمہارے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا:.............

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ (پ۱۳، آیت ۹۲) (*۲۵)

آج کے دن تم سے کوئی بدلہ نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔

(ص) پیغمبر اسلام نے اپنے عمل سے نہ صرف وقتاً فوقتاً ہمارے لئے قیام امن کی مثالیں چھوڑیں بلکہ اپنے آخری پیغام (حجۃ الوداع) میں ان تمام رسموں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جو امن کو درہم برہم کرنے اور معاشرے کی تباہی کا سبب تھیں۔ اس کا انتقام لینا خاندان والوں کا فرض بن جاتا اور سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی اولاد کی فرض کا یہ سلسلہ جاری رہتا۔ یوں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلے قائم ہو جاتا اور لوگوں کے لئے امن کی زندگی ایک خواب بنی رہتی۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس دن اس بے ہودہ رسم کے خاتمہ کا اعلان کیا بلکہ اپنے عمل سے ہمیں مشعل راہ بھی دکھا دی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ودماء الجاہلیتہ موضوعتہ و اول دم اضع دمائنا دم ابن ربیعتہ ابن

حارث وہو موضوع کلہ (* ۲۶)

جاہلیت کے تمام انتقامی خون باطل کر دئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کی طرف سے ربیعہ بن الحارث کا خون باطل کرتا ہوں۔

کاش کہ آج کے دور کا انسان اس حقیقت سے آشنا ہو جانے تو اختلاف قوم، رنگ و نسل اور زبان تمام جھگڑے از خود مفقود و متروک ہو جائیں اور نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ دنیائے عالم میں امن کا عظیم رشتہ قائم ہو جانے گا۔ جس کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ............

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا (پ ۱۱، آیت ۱۹) (* ۲۸).

اور سب لوگ پہلے ایک ملت تھے پھر جدا جدا ہو گئے۔

آج ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے رحمتہ اللعالمین کے عطا کردہ اس عظیم الشان عملی نظام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور اپنے زبان کے ناکام اصول و قوانین کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں آج کی دنیا میں امن قائم کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ ہم نے جس تیزی سے مادی ترقی کی ہے اخلاقی طور پر اسکا ساتھ نہ دے سکے۔

ڈھونڈنے والاستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

ذرا غور کیجئے کہ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج وطن عزیز پاکستان کا سب سے بڑا شہر جو قائد بھی ہے کن کن تنفرقات اور نفرت و عداوت کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہی فرزندان شہر ہیں جن کے آباؤاجداد نے حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت میں یک جان ہو کر رشتہ ملی کے عظیم جذبہ سے سرشار قیام امن کی خاطر مسلمانان برصغیر کی فلاح و نجات اور استحکام و ترقی کے لئے پاکستان کو وجود بخشا۔ لیکن ہم ذاتی منفعت کو قومی منفعت دیتے رہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے جوش میں ہوش کھو بیٹھے اور اپنے ہی بھائیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہے ہیں۔ یاد رہے اگر ہمیں اب بھی ہوش نہ آیا تو ہمارے رنگ و نسب میں غبار آلود یہ پر ہمیں، محو پرواز کے بجائے زمین برس کر دیں گے۔ آئیے پہلے اس کا علاج کر لیں جیسا کہ مفکر پاکستان حضرت اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا،

غبار آلودہ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغ حرم اڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

ذرا غور کیجئے! یہ کیسی قبیح حرکت ہے جس میں آج ہم ملوث ہیں ہماری امن و سلامتی، عزت و وقار،

ترقی و استحکام اور سکون و آشتی کا واحد ذریعہ رحمتہ اللعالمین کے اس فرمان میں پوشیدہ ہے کہ..................

کونو عباد اللّٰہ اخوانا المسلم اخوو المسلم لا یظلمه ولا یخزله ولا یحقره (* ۳۱)

ترجمہ:- اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ- مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل و خوار کرتا ہے-

اور پھر اپنے آخری پیغام میں ہمیں یہ درس دیا کہ..............

"المسلم من سلم المسلمون من السانه ویده والمهاجر من ہجر مانھی اللّٰہ (*۳۲)

ترجمہ:- مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے الگ ہو جاتا ہے-

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے معاشرہ میں قیام امن کے طلب گار ہیں تو ہمیں رحمتہ اللعالمین کے عملی نمونہ کی پیروی کرنی ہو گی- آئیے عہد کریں کہ ہم رحمتہ العالمین کے عملی نمونہ کی تفسیر بنتے ہوئے دوسروں کے لئے رحمت بن جائیں گے اور یوں معاشرے میں امن کا دور دورہ ہو گا- اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے- (آمین)

REFERENCES AND NOTES

(* ۱) السیرۃ النبویہ- ابن ہشام، ابو محمد عبد المالک، مصر، مصطفیٰ البابی حلبی، ۱۳۵۵ھ، ص ۲۰۹، الجزالاول-

(* ۲) القرآن- ۳/۲۴،

(* ۳) تفسیر الکبیر- رازی، امام محمد الرازی فخر الدین، طہران، دارالکتب العلمیہ، ص ۱۴۶، الجز خامس عشر،

(* ۴) روح المعانی- آلوسی، ابی الفضل شہاب الدین، السید محمود، بیروت،- احیاء، التراث العربی، ص ۱۹۱ الجز التاسع)-

(* ۵) فتح الباری (شرح بخاری)- ابن حجر، احمد بن دلی عسقلانی، بیروت، دارالمعارفتہ- ص- ۳۰۷، حدیث ۶۴۷۴،

(* ۶) القرآن- ۴/۶۵، ۵/۱۲، ۷/۱۵۷، ۸/۲۴، ۲۴/۶۳، ۳۳/۳۶، ۳۳/۳۶، ۹/۷۴ اور ۴۹/۳۰۱-

(* ۷) القرآن- ۲/۱۰۴، ۹/۶۱، ۹/۶۵، ۵۷، ۳۳/۵۷، ۷۰-۷۸، ۴۸/۳ اور ۴۹/۶،

(* ۸) القرآن- ۵/۹۵،

(*۹) القرآن- ۹۵/۴؛

(*۱۰) القرآن- ۳۰/۴۱؛

(*۱۱) القرآن- ۲۱/۱۰۷،

(*۱۲) جب قرآن کی آیت...... وانذر عشیر تک الاقربین (القرآن ۲۶/۲۱۴) نازل ہوئی۔

(*۱۳) آپ نے اہل قریش کو اکٹھا کر کے ان کو دعوت اسلام دی۔ معاشرہ اتنا بگڑ چکا تھا کہ فوراً برائیوں سے اجتناب ان کے بس کی بات نہ تھی۔ اسی لئے خاتم النبیین نے قریش کے سامنے اپنی مثال رکھی کہ میں بھی اسی معاشرہ کا فرد ہوں میں اور میرے اخلاق کریمانہ کے تم قائل ہو تو پھر میری دعوت پر لبیک کہو تاکہ تم اصلاح پاؤ اور پورے معاشرے کی اصلاح ہو جائے اور تم امن و اخوت کی فضا میں زندگی بسر کر سکو۔

(*۱۴) فتح الباری (شرح بخاری)- ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی، محولہ بالا، ص ۷۳۷. جلد نمبر -۸.

(*۱۵) زاد المعاد- جوزی، ابن عبداللہ ابن القیم، بیروت، دار الفکر ص ۴۲ الجز الاول،

(*۱۶) زاد المعاد- جوزی، ابن عبداللہ بن القیم محولہ بالا ص ۲۶ الجزو الثانی۔

(*۱۷) صحیح مسلم- مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری، بیروت، دار الفکر ۱۴۰۰ھ ص ۱۴۲۱،

(*۱۸) زاد المعاد- جوزی، ابن عبداللہ بن القیم، محولا بالا- ص ۵۳ الجزو الثانی۔

(*۱۹) السیرۃ النبویہ- ابن ہشام، ابو محمد عبد المالک، بیروت، تراث الاسلام، ص ۵۰۱ تا ۵۰۴ القسم الاول۔

(*۲۰) زاد المعاد- جوزی، ابی عبداللہ بن القیم، محولہ بالا ۵۶ الجز الثانی۔

(*۲۱) صحیح مسلم- مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری، محولہ بالا- ص ۴۰۹ الجز الثالث۔

(*۲۲) فتح الباری (شرح بخاری)- محولہ بالا- ص- ۳۲، الجز الاول۔

(*۲۳) القرآن- ۱۲/۹۲ و السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ابو محمد بن عبد الملک، محولا بالا، ص ۵۵، الجز الرابع۔

(*۲۴) سنن ابی داؤد- ابی داؤد- سلیمان بن اشعث، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ص ۱۸۵ الجز الثانی

(*۲۵) القرآن- ۱۰/۱۹۔

(*۲۶) کلیات اقبال- اقبال محولا بالا، ص ۲۷۳۔

(*۲۷) ایضاً- ص ۲۷۳۔

(*۲۸) الصحیح المسلم- مسلم ابو الحسن بن الحجاج القشیری، کراچی، نور محمد اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ ص ۳۱۷ ج الثانی۔

(*۲۹) صحیح البخاری- بخاری محمد بن اسماعیل، کراچی، نور محمد اصح المطابع ۱۳۸۱ھ، ص ۶، جلد اول۔